الہامی کتب میں قصہ آدم علیہ السلام کا تقابلی مطالعہ

A Comparative Study of Adam's Narrative in the Light of Divine Books

تہمینہ فاضل ①

ڈاکٹر ضیاء الرحمن ②

Abstract:

Man has always been fond of stories. Since man is the central concern of the Holy Quran, the Holy Quran, keeping in view human psychology, also adopts the pattern of stories to educate man. One of the most important stories in the Holy Quran is the story of Hazrat Adam (AS) who is the first man on the earth and the first prophet of Allah. The importance of his story can be assessed by the fact that it is one of the longest story in the Holy Quran. This story tells us about the creation of Adam (AS) as well as the conversation between Allah and Angels prior to his creation. The events and circumstances related to Hazrat Adam (AS) are also found in early Holy books. In the present article, the purpose of comparison between the narration of the story of Hazrat Adam (AS) in the Holy Quran and in the early holy books is to understand the patters of narration of the holy books and to indicate the changes made in the story of Hazrat Adam (AS) owing to the changes made in the early Holy books.

Key Words: *Adam, Quran Kareem, Bible, Divine books*

مشیت ایزدی یہ تھی کہ کائنات میں ایک ایسا وجود تخلیق کرے کہ جو تمام مخلوقات سے برتر ہو اور کائنات میں اس کا نمائندہ ہو۔ اس کی خوبیاں صفات الٰہی کا پرتو ہوں اور اس کا مقام و مرتبہ اللہ کی نوری مخلوق فرشتوں سے بھی بالاتر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ تھا کہ زمین کی ساری چیزیں نعمتیں، تمام قوتیں، زمین اور اس کے اندر چھپے تمام خزانے اور سارے وسائل بھی اس کے سپرد کر دیے جائیں۔ نیز وہ اس قابل ہو کہ کائنات اور نظام کائنات پر غور وفکر کرکے اس کے اسرار ورموز کو سمجھ سکے لیکن اس کے لیے ضروری تھا کہ ایسی ہستی فہم وادراک اور عقل وشعور میں خصوصی استعداد کی حامل ہو جس کی بناء پر وہ زمین کی کمان سنبھال سکے اور موجودات ارضی کا پیشوا اور رہبر بن سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم کو پہلے انسان کے طور پر تخلیق کیا اور اسے عقل، سمجھ، شعور کے ساتھ ساتھ علم کی روشنی سے بھی نوازا اور پھر اسی علم کی وجہ سے اسے تمام مخلوقات پر فضیلت عطاء کی۔

قرآن قصہ آدم کو تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ یہ قصہ سورۃ البقرہ سے شروع ہوتا ہے اور پھر مختلف سورتوں میں حضرت آدم کا ذکر آتا ہے۔ ان میں سورۃ آل عمران، المائدہ، الاعراف، الاسراء، الکھف، مریم، طہٰ، یٰسین اور ص شامل ہیں جبکہ سابقہ الہامی کتابوں میں سے تورات میں قصہ آدم بڑی تفصیل سے ملتا ہے لیکن یہ قرآنی قصے سے کچھ مختلف ہے۔ انجیل میں بھی حضرت آدم کا ذکر کچھ مقامات پر ملتا ہے۔

---

① لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف ایجوکیشن وہاڑی کیمپس۔

② اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور۔

الہامی کتب میں قصہ آدم علیہ السلام کے مشترکہ پہلو:

1۔ قرآن مجید میں تخلیق آدم کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ مٹی سے ہوئی۔ قرآن میں ارشاد ہے۔

{إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن طِينٍ}۱۔

ترجمہ: "جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے انسان بنانے والا ہوں"

توراۃ میں ہے۔

"اور خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا۔" ۲۔

انسان کو مٹی سے بنانے کی کچھ وجوہات تھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس نوری مخلوق (فرشتے) اور ناری مخلوق (جن) موجود تھے اس لیے نئی مخلوق کو ان دونوں سے مختلف عنصر مٹی سے بنایا گیا۔ کیونکہ مٹی بہت سے مادوں سے مل کر بنتی ہے اس لیے انسان بھی احساسات، جذبات اور خواہشات کا مجموعہ ہے۔ فرشتے اور جن دونوں اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے کے پابند ہیں اور سوال وجواب سے مبرا ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزادی دے کر خیر اور شر دونوں راستے بتادیے اور اسے اختیار دیا کہ وہ جو چاہے راستہ اختیار کرے لیکن برے راستے کو اختیار کرنے پر وعید اور اچھے راستے کو اختیار کرنے پر بشارت دے دی گئی۔ قرآن میں ارشاد ہے۔

{إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا} ۳۔

ترجمہ: "ہم نے اسے راستہ دکھادیا اب وہ چاہے شکر کرے یا کفر"

2۔ حضرت آدمؑ اکیلے تھے اور اداس رہتے تھے تب اللہ نے ان کے لیے ایک بیوی بنائی۔

قرآن میں حضرت حوا کی پیدائش کے بارے میں درج ہے۔

{هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا} ۴۔

ترجمہ: "اور اللہ وہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اس سے ہی اس کا ایک جوڑا بنایا"

توراۃ میں ہے۔

"اور خداوند نے آدم پر گہری نیند بھیجی اور وہ سو گیا۔ اور اس نے اس کی پسلیوں میں سے ایک کو نکال لیا۔ اور اس کی جگہ گوشت بھر دیا۔ اور خداوند نے اس کی پسلی سے جو آدم میں سے اس نے نکالی ایک عورت بنا کر اسے آدم کے پاس لایا۔" ۵۔

انجیل میں ہے کہ۔

"پہلے آدم بنایا گیا اس کے بعد حوا۔" ۶۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو بنا کر انہیں بہترین مقام یعنی جنت میں رکھا اور انہیں وہاں ہر طرح کی نعمتیں میسر کیں۔ لیکن انسانی صفت ہے کہ وہ معاشرتی حیوان ہے اور اکیلا نہیں رہ سکتا اس لیے آدمؑ پریشان رہتے تھے اور تمام تر لوازمات کے باوجود کسی چیز کی کمی محسوس کرتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ان کی بیوی کا انتظام کیا۔ اس سے نہ صرف ان کی تنہائی دور کی بلکہ رشتہ ازدواج کا باقاعدہ آغاز کیا۔ اسی لیے سب سے پہلا وجود میں آنے والا رشتہ میاں بیوی کا کہا جاتا ہے۔

3۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم وحوا کو پیدا کر کے جنت میں رکھا اور انہیں ہر چیز کھانے کی اجازت دی سوائے ایک درخت کے۔

قرآن میں ارشاد ربانی ہے۔

{وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَـٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ۔} ۷

ترجمہ: "اور (ہم نے) آدم (سے کہا کہ) تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو (اور جو چاہو) کھاؤ۔ مگر اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ گنا ہگار ہو جاؤ گے"

تورات میں ارشاد ہے۔

"خدا نے مشرق کی جانب عدن میں ایک باغ لگایا۔ اور اس میں اپنے تخلیق کردہ پہلے مرد اور عورت کو رکھا۔ اس باغ کے درمیان میں زندگی کا درخت لگایا اور وہ درخت بھی لگایا جو شجرِ علم تھا۔ یہ درخت نیکی اور بدی کا علم دیتا تھا۔ خدا نے مرد اور عورت سے کہا کہ تم جس مرضی درخت کا پھل کھاؤ۔ لیکن اس درخت کا پھل مت کھانا جو نیکی اور بدی کا علم دیتا ہے۔" ۸۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جس درخت کو کھانے سے روکا تھا قرآن اس کی مزید تفصیل نہیں بتاتا تاہم مختلف روایات میں اسے گندم سے ملتا جلتا کہا گیا ہے۔ کیونکہ عرب میں لفظ "شجرہ" نا صرف درخت کے لیے بولا جاتا ہے بلکہ بیل یا جھاڑی نما نباتات کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ ان کو روکنا اس لیے نہیں تھا کہ اس درخت میں کوئی مسئلہ تھا بلکہ اس بات سے آدمؑ کو اپنے احکامات کا پابند بنانا تھا۔

4۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اشیاء کے نام سکھلائے اور یہ اشیاء عام استعمال میں آنے والی تھیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

{وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا} ۹۔

ترجمہ: "اور اس نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھائے"

تورات میں ہے۔

"اور خداوند خدا نے کل دشتی جانور اور ہوا کے کل پرندے مٹی سے بنائے اور ان کو آدم کے پاس لایا کہ دیکھے کہ وہ ان کے کیا نام رکھے۔ اور آدم نے جس جانور کو جو کہا وہی نام ٹھہرایا۔" ۹۔

درج بالا قرآن، تورات کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ آدمؑ کو جو علم دیا گیا وہ جامع اور ہمہ گیر نوعیت کا تھا۔ کیونکہ انہیں زمین پر زندگی گزارنی تھی اس لیے ضروری تھا کہ انہیں ہر چیز کا علم دیا جائے تاکہ آنے والے حالات و واقعات کو سمجھنے میں انہیں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

5۔ قرآن میں ارشادِ ربانی ہے۔

{فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ} ۱۱۔

ترجمہ: "غرض (شیطان نے) دھوکہ دے کر ان کو کھینچ ہی لیا۔ جب انہوں نے درخت (کا پھل) کھا لیا تو ان کی ستر کی چیزیں کھل گئیں اور وہ بہشت کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے"

یعنی ممنوعہ درخت کا پھل کھانے سے اس کا برا اثر شروع ہو گیا اور وہ اللہ کی کرامت اور پاکیزگی کے لباس سے محروم ہو کر برہنہ ہو گئے۔ برہنگی ایسی تھی کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر شرمندہ ہو رہے تھے اور شرم کے مارے درختوں کے پتے چپکانے لگے۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے وہ لباس میں تھے لباس کیسا تھا؟ اس بارے میں قرآن کچھ نہیں بتاتا بہر حال جو لباس بھی تھا ان کے شایانِ شان تھا۔

تورات میں ہے۔

"عورت نے جو دیکھا کہ وہ درخت کھانے کے لئے اچھا ہے اور آنکھوں کو خوشنما معلوم ہوتا ہے اور عقل بخشنے کے لئے خوب ہے تو اس کے پھل میں سے کھا لیا۔ تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور ان کو معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر اپنے لئے لنگیاں بنائیں۔" ۱۲۔

ممنوعہ درخت کا پھل پہلے حضرت حوا نے کھایا اور پھر انہوں نے حضرت آدم کو کھانے کو دیا۔ یا حضرت حوا کے مجبور کرنے پر حضرت آدم نے کھایا۔ حدیث ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: (لولا بنو اسرائیل لم یخنز اللحم، ولولا حوا لم تخن انثی زوجھا) ۱۳۔

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کبھی خراب ہو کر نہ سڑتا اور حضرت حوا نہ ہوتیں تو عورت اپنے خاوند کی خیانت نہ کرتی''۔

توراۃ میں ارشاد ہے۔

"اور خداوند نے کہا کیا تو نے اس درخت کا پھل کھایا کہ جس کی بابت میں نے تم سے کہا تھا کہ نہ کھانا۔ آدمؑ نے کہا کہ جس عورت کو تو نے میرے ساتھ کیا ہے اس نے مجھے اس درخت کا پھل دیا اور میں نے کھایا۔" ۱۴۔

انجیل میں درج ہے۔" اور آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی لیکن اولاد ہونے سے نجات پائے گی۔" ۱۵۔

شیطان کو پتہ تھا کہ عورت کو بہکانا زیادہ آسان کام ہے کیونکہ وہ ہمیشہ جینے اور جوان رہنے کی خواہش مند ہوتی ہے اسی لیے شیطان نے حضرت حواؑ کو ان چیزوں سے فریب دیا کہ وہ پھل کھانے سے ہمیشہ کی زندگی پالیں گے اور وہ اس کے بہکاوے میں آگئیں۔

6۔ قرآن میں آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کے خروج جنت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{قَالَ اهْبِطُواْ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ○قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ} ۱۶۔

ترجمہ: "فرمایا! (تم سب بہشت سے) اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ اور تمہارے لئے ایک خاص وقت تک زمین پر ٹھکانہ اور (زندگی کا) سامان ہے۔ فرمایا کہ اس میں تمہارا جینا ہوگا اور اسی میں مرنا اور اسی میں سے نکالے جاؤ گے"

توراۃ میں ارشاد ہے۔

"اور آدم سے اس نے کہا چونکہ تو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا اس لئے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ مشقت کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس کی پیداوار کھائے گا۔ جب تک تو اس میں پھر لوٹ نہ جائے کیونکہ تو اس سے نکالا گیا ہے۔ کیونکہ تو خاک ہے اور خاک میں پھر لوٹ جائے گا۔" ۱۷۔

اللہ تعالیٰ نے شجر ممنوعہ کھانے پر حضرت آدمؑ کو سزا کے طور پر جنت سے نکال دیا اور انہیں عیش و عشرت کی زندگی چھوڑ کر مصائب اور امتحانات کا سامنا کرنا پڑا۔ جہاں انہیں خود محنت کر کے اپنے کھانے کا انتظام کرنا پڑتا تھا تاہم انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وہ کلمات سیکھ لیے جس کے ذریعے انہوں نے اپنے کئے کی معافی مانگی لیکن انہیں باقی زندگی زمین پر ہی گزارنا پڑی۔ قرآن میں ارشاد ہے۔

{فَتَلَقَّى آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ} ۱۸۔

ترجمہ: "پھر آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھ لئے"

7۔ قرآن میں حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کا تذکرہ ہے۔

{وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ○لَئِن بَسَطتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَاْ بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لَأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ○إِنِّي أُرِيدُ أَن تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ وَذَلِكَ جَزَاء الظَّالِمِينَ} ۱۹۔

ترجمہ: "اور ان کو آدمؑ کے دو بیٹوں کے حالات ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنا دو۔ کہ جب ان دونوں نے کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز قبول ہوگئی اور دوسری کی قبول نہ ہوئی تو کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کردوں گا۔ اس نے کہا کہ اللہ پرہیزگاروں ہی کی (نیاز) قبول کرتا ہے۔ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے مجھ پر ہاتھ چلائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے تجھ پر ہاتھ نہیں چلاؤں گا۔ مجھے اللہ رب العٰلمین سے ڈر لگتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ میں بھی ماخوذ ہو اور اپنے گناہ میں بھی۔ پھر اہل دوزخ میں ہو۔ اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔"

اور یوں قابیل نے ہابیل کو قتل کردیا اور ناحق قتل کی بنیاد رکھی۔

تورات میں ہے کہ

"اور آدمؑ اپنی بیوی حوا کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی اور اس کے قائن پیدا ہوا۔ پھر قائن کا بھائی ہابل پیدا ہوا۔ اور ہابل بھیڑ بکریوں کا چرواہا اور قائن کسان تھا۔ چند دن کے بعد یوں ہوا کہ قائن اپنے کھیت کے پھل کا ہدیہ خداوند کے واسطے لایا۔ اور ہابل اپنی بھیڑ بکریوں کے کچھ پہلوٹھے بچوں کا اور ان کی چربی کا ہدیہ لایا۔ اور خداوند نے ہابل کو اور اس کے ہدیہ کو قبول کرلیا پر قائن اور اس کے ہدیہ کو منظور نہ کیا۔ اس لئے قائن نہایت غضبناک ہوا۔ اس کا منہ بگڑا۔ اور قائن نے اپنے بھائی ہابل کو کچھ کہا اور جب وہ دونوں کھیت میں گئے تھے تو یوں ہوا کہ قائن نے اپنے بھائی ہابل پر حملہ کیا اور اسے قتل کر ڈالا"۔ ۳۰۔

انجیل میں بھی قائن کا ذکر خون خرابے سے منسوب ہے کیونکہ ایک قوم کی لڑائی اور قتل و غارت کی مثال دیتے ہوئے بیان ہے کہ "ان پر افسوس! کہ یہ قائن کی راہ پر چلے"۔ ۳۱۔

ہابیل، قابیل کے ذکر سے پتہ چلتا ہے کہ ہابیل ایک پرہیزگار اور باکردار شخص تھا اس لیے اس کی قربانی قبول ہوئی جبکہ دوسرے کی رد ہو گئی۔ اس بارے میں مختلف رائے ملتی ہیں تاہم قرآن میں اس کی کوئی تفصیل نہیں۔ تورات اور اسلامی روایات میں یہ درج ہے کہ وہ دونوں اپنی اپنی قربانی کی چیزیں پہاڑ پر لے گئے جہاں ایک کی قربانی پر بجلی چمکی اور اسے جلا کر قبولیت کا درجہ دیا کیونکہ اس دور میں قبولیت کا یہی طریقہ تھا جبکہ دوسرے کی قربانی کی چیز ویسے ہی پڑی رہی جس سے اندازہ ہوا کہ وہ رد ہو گئی ہے۔ کچھ روایات میں ہے کہ فرشتے نے حضرت آدمؑ کو وحی کے ذریعے قربانی قبول ہونے کی اطلاع دی تھی۔ اس پر قابیل غصے میں آ گیا اور اس نے ہابیل کو قتل کردیا۔

الہامی کتب میں قصہ آدم علیہ السلام کے غیر مشترک پہلو:

1۔ قصہ تخلیق حضرت آدمؑ کے بیان میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ} ۲۲۔

ترجمہ: "اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت و خون کرتا پھرے"

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بتایا کہ وہ زمین پر نائب بنانے والا ہے۔ اور فرشتوں کا یہ جواب صرف اس لئے تھا کہ وہ حیران تھے اور اس کی مصلحت کا علم نہ رکھتے تھے۔ ان کا مقصد کوئی اعتراض کرنا نہ تھا۔

تورات میں تخلیق آدمؑ سے قبل اللہ تعالیٰ کی فرشتوں سے کوئی بات ان کی تخلیق کے بارے میں درج نہیں ہے۔

قرآن کریم حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا دن نہیں بتاتا۔ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ تخلیق آدم علیہ السلام جمعہ کے بابرکت دن ہوئی تھی۔ حدیث رسول ﷺ ہے۔

(عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عنه يَقُولُ قَالَ رَسُولُ ﷺ: خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ) ۳۲۔

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا! بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے۔ اس دن آدمؑ کو پیدا کیا گیا۔ اس دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا۔ اس دن انہیں اس سے نکالا گیا۔ اور قیامت بھی جمعہ والے دن قائم ہوگی"

تورات میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ہفتہ کے چھٹے دن پیدا کیا۔

"اور خدا نے انسان کو اپنی ضرورت پر پیدا کیا۔ اور نر و ناری پیدا کیا۔ اور خدا نے ان کو برکت دی اور کہا کہ پھلو اور بڑھو۔ اور زمین کو معمور اور محکوم کرو اور سمندر کی مچھلیوں اور ہوا کے پرندوں اور کل جانوروں پر جو زمین پر چلتے ہیں اختیار رکھو۔ اور خدا نے سب پر جو اس نے بنایا نظر کی اور دیکھا کہ بہت اچھا ہے۔ اور شام ہوئی اور صبح ہوئی اور چھٹا دن تمام ہوا"۔ ۲۴؎

تخلیق آدمؑ کے بارے میں تورات میں اپنی ہی روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ تورات کی کتاب پیدائش کے باب اول میں لکھا ہے کہ سب کھانے کی چیزیں پیدا کر کے پھر آدم کو پیدا کیا جبکہ ایک اور باب میں لکھا ہے کہ نہ سبزی اگی نہ پودا جب مٹی سے انسان بنا۔ اگر سبزی اور پودے نہ تھے تو آکسیجن بھی نہیں تھی اور آکسیجن کے بغیر کوئی انسان کیسے سانس لے سکتا ہے۔ اس سے تورات کی تحریف کا پتا چلتا ہے۔

2۔ قرآن کریم میں ہے کہ آدم علیہ السلام کو بنانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں ناموں کا علم دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا} ۲۵؎

ترجمہ: "اور اس نے آدم کو سب نام سکھائے"

قرآن میں ناموں کی وضاحت نہیں ہے۔ تاہم مفسرین میں سے کچھ ان ناموں کو فرشتوں کے نام جبکہ کچھ مفسرین روزمرہ استعمال کی اشیاء کے ناموں سے تعبیر دیتے ہیں۔

جبکہ تورات میں درج ہے۔

"اور خداوند خدا نے کل دشتی جانور اور ہوا کے پرندے مٹی سے بنائے اور ان کو آدم کے پاس لایا کہ دیکھے کہ وہ ان کے کیا نام رکھتا ہے۔ اور آدم نے جس جانور کو جو کہا وہی اس کا نام ٹھہرا"۔ ۲۶؎

تورات کے بیان میں صرف جانوروں اور پرندوں کے ناموں کا علم آیا ہے حالانکہ صرف ان دو چیزوں کے ناموں کو جاننے سے تو آدمؑ اشرف المخلوقات نہیں بن سکتا تھا۔ قرآن کے الفاظ میں لفظ "کلھا" زیادہ جاندار ہے کہ آدم علیہ السلام کو سب نام سکھائے۔ اس سے مراد نام بھی ہے اور علوم بھی اور وہ سب بھی جو اسے مستقبل میں کام آنا تھا۔

3۔ قرآن کریم میں ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا۔ جبکہ ابلیس نے انکار کیا۔

{وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ} ۲۷؎

ترجمہ: "اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے"

تورات میں فرشتوں کا سجدہ کرنا اور ابلیس کا انکار کرنا کچھ درج نہیں ہے۔ حالانکہ انسان کو اللہ نے اپنا نائب بنایا اور فرشتوں سے سجدہ کرایا جبکہ ابلیس کا سجدہ نہ کرنا اس کے غرور اور تکبر کی وجہ سے تھا کہ وہ آگ سے بنا ہے اس لیے زیادہ طاقتور ہے تو وہ اپنے سے کمتر مخلوق کو سجدہ کیوں کرے۔

اتنے اہم واقعات کا تورات اور انجیل میں نہ ہونا حیرت کی بات ہے۔

4۔ قرآن کریم میں ہے کہ سجدہ کروانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کو جنت میں رہنے کا حکم دیا۔

{وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ} ۲۸؎

ترجمہ: "اور ہم نے کہا! اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک کھاؤ لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا۔ نہیں تو تم ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے"

قرآن صرف جنت کا بتاتا ہے۔ جنت کی سمت بھی اس بارے میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کچھ نہیں فرماتا۔

جبکہ تورات میں منقول ہے۔

"اور خداوند نے مشرق کی طرف عدن میں ایک باغ لگایا اور انسان کو وہاں رکھا"۔ ۲۹۔

5۔ قرآن کریم کی سابقہ آیت میں انسان کو سب کھانے پینے کا اختیار دیا گیا۔ سوائے ایک درخت کے پھل کو کھانے سے۔ وہ درخت کون سا تھا اس بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی گئی۔

جبکہ تورات میں اس درخت کے بارے میں درج ہے۔

"اور خداوند نے آدمؑ کو حکم دیا اور کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا"۔ ۳۰۔

اللہ تعالیٰ ایسا درخت کھانے سے کیونکر روک سکتے ہیں کہ جس سے نیکی اور بدی میں فرق کا پتہ چلتا ہو۔ کیونکہ یہ بھی ایک علم ہے اور علم کی بناء پر ہی انسان کو خلافت دی گئی تو پھر خلافت دینے والا خود انسان کو علم کے ایک منبع سے کس طرح دور رکھ سکتا ہے۔

6۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم ایسا کرو گے تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

{فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ} ۳۱۔

ترجمہ: "پس تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے"

جبکہ تورات میں درج ہے کہ

"کیونکہ جس روز تو نے اس میں سے کھایا تو مرا"۔ ۳۲۔

جبکہ پھل کھانے کے بعد بھی آدم زندہ رہا اس سے تورات کے ہی قول کی تردید ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر درخت کھانے پر مرنا لکھا ہوا تھا تو آدمؑ کیونکر زندہ رہے؟

7۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ حضرت آدمؑ وحوا کو شیطان نے وہ پھل کھانے پر اکسایا۔

{فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْءَاتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ} ۳۳۔

ترجمہ: "سو شیطان دونوں کو بہکانے لگا تا کہ ان کی ستر کی چیزیں جو ان سے پوشیدہ ہیں کھول دے۔ اور کہنے لگا کہ تم کو تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ۔ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو"

جبکہ تورات میں ارشاد ہے کہ انہیں سانپ نے وہ پھل کھانے پر اکسایا تھا۔

"اور سانپ کل دشتی جانوروں سے جن کو خداوند خدا نے بنایا چالاک تھا۔ سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ مرو گے بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے"۔ ۳۴۔

8۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ وہ پھل کھانے سے ان کی شرمگاہیں کھل گئیں۔ اور وہ جنت کے پتے اپنے جسم پر چپکانے لگے۔ وہ پتے کس درخت کے تھے اس کی نشاندہی نہیں کی گئی۔ ارشاد ہے۔

{فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ} ۳۵۔

ترجمہ: "سو دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا تو ان پر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور وہ اپنے (بدنوں) پر بہشت کے پتے چپکانے لگے"

جبکہ تورات اس درخت کی بھی نشاندہی کرتی ہے جس کے پتوں سے انہوں نے لباس بنائے۔ ارشاد ہے۔

"اور ان کو معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر اپنے لئے لنگیاں بنائیں" ۳۶۔

تورات میں یہ بھی ہے کہ

"خداوند نے آدم اور اس کی بیوی کے واسطے چمڑے کے کرتے بنا کر ان کو پہنائے"۔ ۳۷۔

خود ساختہ تورات کے بیان سے پتا چلتا ہے کہ ممنوعہ درخت کھانے سے قبل وہ ننگے تھے لیکن انہیں معلوم نہ تھا کیونکہ وہ برہنگی کی کیفیت کو سمجھتے نہ تھے لیکن جیسے ہی انہوں نے علم و دانش کا درخت کھایا تو ان کی عقل روشن ہو گئی اور وہ ایک دوسرے کو برہنہ دیکھنے لگے۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ علم کی بناء پر ملنے والی فضیلت کے باوجود انسان کوئی کیفیت نہ سمجھ سکے۔ تورات کے اس بیان سے تو یوں لگتا ہے گویا آدم کا ذکر نہ ہو رہا ہو بلکہ کسی ایسے شخص کا ذکر ہو رہا ہو جو علم و دانش سے بالکل دور ہے۔ جبکہ قرآن کی آیت سے پتہ چلتا ہے کہ ممنوعہ درخت کھانے پر ان کے ستر کھل گئے یعنی پہلے وہ لباس میں تھے۔

9۔ قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ آدم اور حوا کو بات نہ ماننے پر جنت سے نکال دیا گیا۔ ارشاد ہے۔

{فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا} ۳۸۔

ترجمہ: "اس سے اتر جاؤ۔ تمہیں حق نہیں کہ اس میں رہ کر تکبر کرو"

جبکہ تورات یہ کہتی ہے کہ اللہ کو ڈر تھا کہ اب یہ نیکی اور بدی کو جان گئے ہیں جو کہ خدائی صفت ہے اب ان کا یہاں رہنا مناسب نہیں۔ تورات کے الفاظ یہ ہیں۔

"اور خداوند نے کہا دیکھو نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ اب کہیں ایسا نہ کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لے کر کھائے اور ہمیشہ جیتا رہے۔ اس لئے خداوند نے اسکو باغ عدن سے باہر کر دیا"۔ ۳۹۔

اس بیان سے پتا چلتا ہے کہ اللہ کو ڈر تھا کہ وہ علم و دانش میں اس کے برابر ہو گئے ہیں کہیں زندگی کے درخت سے کچھ کھا کر ہمیشہ کے لیے زندہ رہنے والے نہ بن جائیں حالانکہ قرآن سے یہ واضح ہے کہ اللہ کی ذات نیند، اونگھ اور ڈر سے مبرا ہے۔

10۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حوا سے کلام کرنا یا انہیں دردِ حمل بڑھنے کی وعید سنانے کا کوئی قصہ نہیں نہ یہ بیان ہے کہ بچے پیدا کرنے سے ان کا گناہ کم ہو جائے گا۔ جبکہ تورات اور انجیل میں یہ پایا جاتا ہے۔

تورات میں درج ہے۔

''اس نے کہا کہ میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاؤں گا تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی" ۴۰۔

انجیل میں درج ہے کہ "آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی لیکن اولاد ہونے سے نجات پائے گی بشرطیکہ محبت اور پاکیزگی میں پرہیزگاری کے ساتھ قائم رہے"۔ ۴۱۔

11۔ قرآن مجید میں ہے کہ شیطان نے حضرت آدمؑ کو بہکا کر وہ ممنوعہ پھل کھلایا۔ اس لئے اللہ کی طرف سے سانپ کو بددعا کا کوئی ذکر نہیں۔

تورات میں سانپ کے بارے میں درج ہے۔

"اور خداوند نے سانپ سے کہا کہ اس لئے کہ تو نے یہ کیا تو سب چوپایوں اور دشتی جانوروں میں ملعون ٹھہرا۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا اور اپنی عمر بھر خاک چاٹے گا"۔ ۴۲۔

12۔ قرآن کریم میں حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کا تذکرہ ہے۔ لیکن ان کے نام نہیں بتائے گئے۔ تاہم اسلامی روایات میں ان کا نام ہابیل اور قابیل آتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ} ۴۳۔

ترجمہ: "اور ان کو آدم کے دو بیٹوں کے حالات ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنا دو"

جبکہ تورات ان بیٹوں کے نام بھی بتاتی ہے۔

"اور آدم اپنی بیوی حوا کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی اور اسکے قائن پیدا ہوا۔ تب اس نے کہا کہ مجھے خداوند سے ایک مرد ملا ہے۔ پھر قائن کا بھائی ہابل پیدا ہوا"۔ ۴۴۔

انجیل میں بھی قائن کا ذکر ملتا ہے۔

13۔ قرآن حضرت آدمؑ کے دونوں بیٹوں کی قربانی کا تذکرہ کرتا ہے۔ قربانی کیا تھی۔ اس کی تفصیل نہیں ہے۔ ارشاد ہے۔

{إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ} ۴۵۔

ترجمہ: "جب انہوں نے قربانی کی تو ایک ہی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی"۔

تورات کا بیان ہے۔

"ہابل بھیڑ بکریوں کا چرواہا اور قائن کسان تھا۔ چند روز کے بعد یوں ہوا کہ قائن اپنے کھیت کے پھل کا ہدیہ خداوند کے واسطے لایا اور ہابل بھی اپنی بھیڑ بکریوں کے پہلوٹھے بچوں کا اور کچھ ان کی چربی کا ہدیہ لایا۔ اور خداوند نے ہابل کو اور اس کے ہدیہ کو منظور کیا۔ پر قائن اور اس کے ہدیے کو منظور نہ کیا"۔ ۴۶۔

14۔ قرآن میں ارشاد ہے۔

{فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ} ۴۷۔

ترجمہ: "پس اس کے نفس نے اسے بھائی کے قتل کی ترغیب دی تو اس نے قتل کر دیا اور خسارہ پانے والوں میں سے ہو گیا"

حدیث رسول ﷺ ہے۔

(عَنْ عَبْدِاللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَاتُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْماً، اِلاَّ كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا، لِاَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ) ۴۸۔

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ظلم سے قتل کیا جاتا ہے اس کا کچھ وبال حضرت آدمؑ کے پہلے بیٹے پر ضرور ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ پہلا شخص ہے کہ جس نے قتل ناحق کی رسم ڈالی"۔

تورات میں ہے کہ خداوند نے قائن کو سزا نہ دی۔

"سو قائن خداوند کے حضور سے نکل گیا اور عدن کے مشرق کی طرف نود کے علاقہ میں جا بسا"۔ ۴۹۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قابیل نہ صرف خسارہ پانے والوں میں سے تھا بلکہ قیامت تک ہونے والے قتل کا عذاب بھی اس کے سر ہوگا۔ جبکہ تورات کہتی ہے کہ اسے کچھ نہ ہوا، نہ کوئی وعید سنائی گئی اور وہ بخیر و عافیت دوسرے علاقے میں جا بسا۔ حالانکہ یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ سزا اور جزا کا تصور ہر دور میں پایا جاتا ہے۔ اگر آدمؑ کو حکم نہ ماننے پر جنت سے نکالا جا سکتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کے بیٹے کو قتل جیسے جرم پر بھی معاف کر دیا جائے۔ جبکہ قرآن میں ارشاد ہے۔

{مَن قَتَلَ نَفساً بِغَيرِ نَفسٍ أَو فَسادٍ فِي الأَرضِ فَكَأَنَّما قَتَلَ النّاسَ جَمِيعاً} ۵۰۔

ترجمہ: "جس نے کسی انسان کو قصاص اور زمین پر فساد پھیلانے کے بغیر قتل کیا اس نے گویا ساری انسانیت کو قتل کر دیا"۔

15۔ حضرت آدمؑ کی عمر کے بارے میں قرآن خاموش ہے۔ البتہ حضرت ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ سے مرفوع حدیث ہے کہ لوح محفوظ میں ان کی عمر ہزار سال لکھی ہوئی ہے۔ ۵۱۔

تو رات میں درج ہے کہ

"اور آدم کی عمر نو سو تیس برس کی ہوئی جب وہ مرا"۔ ۵۲۔

16۔ قرآن پاک میں حضرت آدم کی بیوی کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔ بس آدمؑ اور اس کی بیوی کہا گیا ہے جبکہ احادیث میں ان کا نام حوا ملتا ہے۔

جبکہ تو رات میں لکھا ہوا ہے کہ

"اور آدم نے اپنی بیوی کا نام حوا رکھا اس لئے کہ وہ سب زندوں کی ماں ہے۔ ۵۳۔

17۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر انسان کو اس کے کیے کی سزا ملے گی اور باپ کے گناہ کرنے سے بیٹا گنہگار نہ ہوگا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

{وَلا تَزِرُ وازِرَةٌ وِزرَ أُخرى} ۵۴۔

ترجمہ: "اور ایک شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"

جبکہ انجیل کہتی ہے کہ انسان حضرت آدمؑ کے گناہ کی وجہ سے پیدائشی گنہگار ہے۔ انجیل کا بیان ہے۔

"کیونکہ تم جانتے ہو کہ تمہارا نکما چال چلن جو باپ دادا سے چلا آتا تھا اس سے تمہاری خلاصی فانی چیزوں یعنی سونے چاندی کے ذریعے سے نہیں ہوئی بلکہ ایک بے عیب اور بے داغ برے یعنی مسیح کے بیش قیمت خون سے ہوئی"۔ ۵۵۔

انجیل میں ایک اور جگہ درج ہے۔

"اور جس نے اپنے خون کے وسیلے سے ہم کو گناہوں سے خلاصی بخشی"۔ ۵۶۔

مسیح کے کفارہ ادا کرنے کے بارے میں انجیل کہتی ہے۔

"اگر کوئی گناہ کرے تو باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار موجود ہے یعنی یسوع مسیح راست باز اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف ہمارے گناہوں کا بلکہ دنیا کے گناہوں کا بھی"۔ ۵۷۔

حاصل کلام:

مذکورہ بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن کریم جو کہ لاریب کتاب ہے اس لیے اس میں بیان ہونے والے واقعات وقصص من وعن سچے ہیں۔ قرآن کریم میں واقعات انبیاء کو پڑھ کر انبیاء کی عصمت اور معصومیت عیاں ہوتی ہے۔ اس طرح قصہ آدمؑ کو پڑھنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدمؑ سے قبل فرشتوں کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور پھر ان کی حیرت اور خدشات کو دور کرنے کے لیے حضرت آدمؑ کو ایک عظیم شاہکار بنا کر ان کے سامنے کھڑا کر دیا۔ حضرت آدمؑ کے علم وشعور نے فرشتوں کو لا جواب کر دیا۔ قصہ آدم علیہ السلام سے درج ذیل پہلو سامنے آتے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی، یقینی، محیط اور قدیم ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت پائی جاتی ہے اور اکثر اوقات اس حکمت سے فرشتے بھی لاعلم ہوتے ہیں۔

3۔ اس قصے سے اللہ تعالیٰ کی "کن فیکون" صفت کی نشاندہی ہوتی ہے کہ کیسے اس نے حضرت آدمؑ کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور انہیں سلسلہ انبیاء کی ابتداء کا ذریعہ بنایا۔

4۔ علم کی بدولت انسان تمام مخلوقات پر حکمرانی کر سکتا ہے۔

5۔ تمام تر صفات ہونے کے باوجود انسان کیونکہ مٹی سے بنا ہے اس لیے اس میں خطا کا عنصر پایا جاتا ہے۔

6۔ اگر انسان شیطان کے بہکاوے میں آ کر حکم الٰہی سے روگردانی کرتا ہے تو اسے خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

7۔ توبہ کا دروازہ بہرحال کھلا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود ہی آدمؑ کو معافی مانگنے کا طریقہ سکھا کر آدمؑ سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔

کیونکہ تورات، زبور اور انجیل بھی الہامی کتابیں ہیں اس لیے حضرت آدمؑ کے قصے میں قرآن اور ان کتابوں میں کچھ باتیں مشترک پائی جاتی ہیں۔ لیکن یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ ان کتابوں میں بہت زیادہ تحریف ہو چکی ہے اسی لیے قصہ آدمؑ بیان کرتے ہوئے بہت سے غیر مشترک پہلو بھی سامنے آتے ہیں۔ ان سابقہ الہامی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ان کی ایک آیت میں بیان کی ہوئی بات کی نفی اسی کتاب کی کسی دوسری آیت سے ہو جاتی ہے۔ جیسے تورات میں ایک جگہ حضرت آدمؑ اور حوا کا انجیر کے درختوں سے لنگیاں بنانا بتایا گیا ہے جبکہ دوسری جگہ بیان ہے کہ خداوند نے خود ان کے لیے چمڑے کا لباس تیار کیا۔ اس طرح ایک جگہ درج ہے کہ اگر آدم مخصوص پھل کھائے گا تو مرے گا لیکن بعد والی آیات میں ان کی زندگی کے دیگر واقعات بیان ہوئے ہیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زندگی کے کسی بھی پہلو کے بارے میں راہنمائی لینے کے لیے صرف قرآن مجید سے ہی استفادہ کیا جانا چاہیے جو کہ اللہ کا آخری کلام ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ سورۃ ص 71:38

۲۔ پیدائش، باب 2، آیت 7

۳۔ سورۃ الدھر 3:76

۴۔ سورۃ الاعراف 189:7

۵۔ پیدائش: باب 2، آیات 22,21

۶۔ انجیل: پولس رسول کا پہلا خط: باب 2، آیت 13

۷۔ سورۃ الاعراف 19:7

۸۔ پیدائش، باب 2، آیت 17,16,9,8

۹۔ سورۃ البقرہ 31:2

۱۰۔ پیدائش: باب 2، آیت 19

۱۱۔ سورۃ الاعراف 22:7

۱۲۔ پیدائش: باب 3، آیت 6,7

۱۳۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند 2004 عیسوی، حدیث: 3330/4

۱۴۔ پیدائش: باب 3، آیات 12,11

۱۵۔ انجیل: پولس رسول کا خط: باب 2، آیت 15,14

۱۶۔ سورۃ الاعراف 24-25:7

۱۷۔ پیدائش: باب 3، آیات 19,17

۱۸۔ سورۃ البقرہ 37:2

۱۹۔ سورۃ المائدہ 27-29:5

۲۰۔ پیدائش: باب 4، آیات 8-1

۲۱۔ یہوداہ کا عام خط: باب 1، آیت 12

۲۲۔ سورۃ البقرہ 30:2

۲۳۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، الجمعہ، باب فضل یوم الجمعہ، خالد احسان پبلشرز لاہور، حدیث 1976/2

۲۴۔ پیدائش: باب 1، آیت 31,28,27

۲۵۔ سورۃ البقرہ 31:2

۲۶۔ پیدائش: باب 2، آیت 19

۲۷۔ سورۃ البقرہ 34:2

۲۸۔ سورۃ البقرہ 35:2

۲۹۔ پیدائش: باب 2، آیت 8

۳۰۔ پیدائش: باب 2، آیت 17,16

۳۱۔ سورۃ البقرہ: 35:2

۳۲۔ پیدائش: باب 2، آیت 17

۳۳۔ سورۃ الاعراف 20:7

۳۴۔ پیدائش: باب 3، آیت 4,1,5

۳۵۔ سورۃ طہٰ 121:20

۳۶۔ پیدائش: باب 3، آیت 7

۳۷۔ پیدائش: باب 3، آیت 21

۳۸۔ سورۃ الاعراف 13:7

۳۹۔ پیدائش: باب 3، آیت 23,22

۴۰۔ پیدائش: باب 3، آیت 16

۴۱۔ پولس کا خط: باب نمبر 2، آیت 15,14

۴۲۔ پیدائش: باب 3، آیت 14

۴۳۔ سورۃ المائدہ 27:5

۴۴۔ پیدائش: باب 4، آیت 1,2

۴۵۔ سورۃ المائدہ 27:5

۴۶۔ پیدائش: باب 4، آیت 3,2,4

۴۷۔ سورۃ المائدہ 30:5

۴۸۔ بخاری، حدیث 3335/4

۴۹۔ پیدائش: باب 4، آیت 16

۵۰۔ سورۃ المائدہ 32:5

۵۱۔ الشیبانی احمد بن محمد حنبل، امام ابو عبداللہ مسند الامام احمد بن حنبل موسسۃ الرسالۃ بیروت، ص 252/1

۵۲۔ پیدائش: باب 5، آیت 5

۵۳۔ پیدائش: باب 3، آیت 21

۵۴۔ سورۃ الانعام 164:6

۵۵۔ پطرس کا پہلا خط: باب 1، آیت 20,19

۵۶۔ یوحنا عارف کا مکاشفہ: باب 1، آیت 6

۵۷۔ یوحنا کا عام خط: باب 2، آیت 1,2

★ ★ ★